فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ امیر جمعیت اہلحدیث سندھ

حالیہ سیلاب اور زلزلے، اسباب و علاج

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن اقتدیٰ بھدیہ الیٰ یوم الدین . وبعد.

اس وقت وطن عزیز کی حالت زار کسی سے مخفی نہیں ہے ملک کا بیشتر حصہ پانی میں ڈوبا ہواہے۔ ہزاروں جانیں تلف ہوچکی ہیں بے شمار مویشی ہلاک ہوچکے ہیں اور بڑی مقدار میں املاک تباہ وبرباد ہوچکے ہیں۔ سیلاب کی ان تباہ کاریوں کے دوران پورے ملک میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کیئے گئے ہیں۔

یہ تکلیف دہ صورتحال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے امر سے پیداہوتی ہے جوکسی کیلئے عذاب الٰہی اور قہرالٰہی بن کرٹوٹتی ہے اورکسی کیلئے آزمائش وابتلاء۔

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمدﷺ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ان کی پوری امت کو بسبب عذاب تباہ نہیں فرمائیگا جیسا کہ سابقہ بہت سے انبیاء کی پوری پوری امتوں کو صفحہ ہستی سے نیست ونابود کرچکاہے۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ عذاب کی یہ شکل اٹھالی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیﷺ سے وعدہ ہے ، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی حجت پوری خلق پر قائم ہوچکی ہے اور لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ عذاب آئے اور پوری امت کو لپیٹ میں لے لے۔

کما قال اللہ تعالیٰ:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيراً (فاطر:۴۵)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت دے رہا ہے۔ جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

نیز فرمایا:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ. (النحل:۶۱)

اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اب ان ارضی وسماوی آفات کی کیا تعبیر کی جائے گی۔ جب کہ اللہ رب العزت کا کوئی فیصلہ یاکوئی امرظلم پر قائم نہیں ہوتا۔

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا. (الكهف: 49) وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (فصلت :46)

دوسری جانب یہ نکتہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار ستر ماؤں کے پیار سے زیادہ ہے۔

اچھی طرح جان لیجئے کہ یہ جزوی مصائب جن میں لوگ مبتلاء ہوتے ہیں ابتداء اللہ تعالیٰ کا امر قرار نہیں دیئے جاسکتے ۔ اللہ تعالیٰ کا توایک حدیث قدسی میں فرمان ہے: **رحمتی سبقت غضبی** ۔(صحیح بخاری 7422)

یعنی میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔

اس حدیث کے بمصداق بندوں کو پہنچنے والا کوئی عذاب، کوئی فتنہ اللہ تعالیٰ کا ابتدائی معاملہ قرار نہیں دیا جاسکتا، اس کا تو ہر بندہ کے ساتھ ابتدائی معاملہ پیار ومحبت کا ہوتا ہے اور غضب کی باری تو بعد میں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ابتدائی امر نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے اعمال اس قہر الٰہی کو دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم: 41)

اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں بڑی صراحت سے واضح ہورہی ہیں۔ ایک یہ کہ بر و بحر کا ہر فساد خواہ وہ طوفان کی شکل میں ہو یازلزلہ کی اقتصادی بدحالی کی شکل میں ہو یابدامنی و بے سکونی کی صورت میں ہو یہ سب آتا تو اللہ کے امر سے ہے مگر اس کو دعوت دینے والے لوگوں کے گناہ اور معاصی ہیں اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ملاحظہ ہو کہ وہ تمام گناہوں کی نہیں بلکہ بعض گناہوں کی سزا چکھاتا ہے (لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا) اور یہی بات دوسرے مقام پر بیان ہوئی ہے، وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۔ یعنی (ابھی تو) بہت سے گناہوں سے درگذر اور صرف نظر فرمادیتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ اور دیگر بہت سی آیات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہم پر ٹوٹنے والے مصائب ومشاکل کا واحد سبب ہماری بداعمالیاں اور معصیتیں ہیں وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (الشوریٰ) اس حقیقت سے ایک دوسری حقیقت اظهر من الشمس ہوگئی کہ ان مصائب کے ٹلنے کی بھی ایک ہی صورت ہے کہ جن معصیتوں کے نتیجے میں یہ مصائب مسلط ہوئی ہیں انہیں فوری اور یکسر چھوڑ دیاجائے اور اگر عذاب لاحق ہونے کے باوجود ہماری معصیتیں ویسے ہی برقرار رہیں تو یہ روش اللہ تعالیٰ کے دیگر عذابوں کو دعوت دینے کا سبب بن سکتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ عین اس وقت جب یہ قوم سیلاب کے پانی میں ڈوبی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے عذاب یعنی زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کیئے گئے۔

نبی علیہ السلام کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مَا نَزَلَتِ الْمُصِيبَةُ إِلَّا بِالْمَعْصِيَةِ وَمَا رُفِعَتْ إِلَّا بِالتَّوْبَةِ. (فتح الباری)

یعنی ہر مصیبت کسی گناہ کے نتیجہ میں اترتی ہے اور صرف توبہ کے ذریعے ٹلتی ہے۔

تو گویا آج توبہ واستغفار کا راستہ اس سیلاب زدہ قوم پر ایک فریضہ کے طور پر متعین ہوچکا ہے، یہ قوم خواہ حاکم ہوں یا محکوم اچھی طرح جان لے کہ یہ عذاب الٰہی ہماری حرکات کا نتیجہ ہے، اور ہماری سچی توبہ ہی ہمیں عافیت دلا سکتی ہے، ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کے منہج کو اس امت کیلئے امان قرار دیا ہے۔

فقد قال اللہ تعالیٰ: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الانفال: 33)

• اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

تو گویا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہنے کیلئے ہمیں دو امانیں عطا ہوئی ہیں ایک رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت آپ کی محبت، تعظیم واجلال اور اطاعت واتباع، اور دوسری امان استغفار۔ مگر یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ منہج استغفار آج بھی مفقود ہے چنانچہ ماہ رمضان میں سیلاب زدگان کی بستیوں میں ریلیف کی ترسیل وتقسیم کے دوران یہ تلخ حقیقت دیکھی گئی کہ اکثر لوگ بے

روزہ ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان "لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" کے ذریعے یہ سمجھایا ہے کہ ہم عذاب اس لیے بھی دیتے ہیں کہ معصیتوں کے سمندر میں غرق لوگ ہماری طرف پلٹ آئیں اور انابت ورجوع کا راستہ اختیار کریں۔

افسوس یہ انابت الی اللہ کہیں دکھائی نہیں دی۔ الا ماشاء اللہ۔ وَإِلَيْهِ الْمُشْتَكَىٰ۔

حکام اور محکومین اس طرح شرک وبدعت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں رشوتوں کے بازار گرم ہیں۔ شراب نوشی وزنا کی وہی صورتحال ہے ٹی وی چینلز اسی طرح اپنی خرمستیوں میں مشغول ہیں۔ چنانچہ اتنے بڑے طوفانوں کے بعد بھی اگر توبہ واستغفار اور انابت ورجوع الی اللہ کا راستہ اختیار نہ کیا گیا۔

تو یہ روش بد کسی مزید بڑے عذاب کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے قرب قیامت رونما ہونے والے فتنوں کے حوالہ سے فرمایا ہے: یرقق بعضها بعضا (صحیح مسلم: 1844) یعنی ہر آنیوالا نیا عذاب اتنا بڑا ہوگا کہ وہ پچھلے عذاب کو چھوٹا اور معمولی کردے گا لہذا اے قوم! اب بھی ہوش کے ناخن لے، عقل وخرد سے کام لے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین حنیف کی طرف لوٹ اے اس قوم کے حکمرانوں اور عوام الناس ذرا خلوت کی چند گھڑیوں میں بیٹھ کر سوچو کہ ہم کس کس اور کس قسم کے گناہوں کے مرتکب ہورہے ہیں کیونکہ توبہ واستغفار کیلئے گناہوں کا تعین ضروری ہے جب تک گناہ کا تعین نہ ہوگا تب تک توبہ کا کیا معنیٰ ہوگا؟ کیونکہ توبہ کیلئے ضروری ہے کہ جس گناہ پہ کی جائے اسے عملاً ترک کردیا جائے اور دل میں اس گناہ کی بابت انتہائی ندامت اور شرمساری ہو اور آئندہ اس گناہ کو کبھی نہ کرنے کا پختہ عزم کرلیا جائے۔ تو یہ ساری شرائط گناہ کے تعین کی متقاضی ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس قوم کا سب سے بڑا گناہ شرک وبدعت ہے، شرک اللہ تعالیٰ کی غیرت کو للکارنے کے مترادف ہے اور بدعت اس دین سے سب سے بڑی بغاوت ہے، اور جہاں بھی ایسے ہولناک اور بھیانک گناہوں کا ارتکاب ہوگا وہاں مختلف روپوں میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹوٹتا اور مسلط ہوتا رہیگا۔

اب افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ کیا یہ قوم اپنے شرک وبدعت کو گناہ ماننے کیلئے تیار ہے؟ اس سوال کا جواب بہت ہی حوصلہ شکن ہے بھلا جن لوگوں کا مذہب وعقیدہ ومنہج شرک وبدعت پر استوار ہو اور ابلیس لعین نے شرک وبدعت کی بہت سی صورتیں سجا دھجا کر ان کی گھٹی میں ڈال دی ہوں تو وہ اپنے ان اعمال قبیحہ جنہیں وہ بغرض اجر وثواب انجام دیتے رہے ہوں کیونکر گناہ سمجھیں گے اور جب گناہ کا احساس ہی مفقود ہوجائے تو پھر کیسی توبہ اور کہاں کا استغفار! ہمارے وزیر اعلیٰ کو کون سمجھائے کہ اس کا یہ بیان کہ "سہون شریف کو قلندر بچالے گا" ایک بہت بڑی جسارت اور بغاوت ہے۔

کھلم کھلا شرک ہے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور اس کے قہر کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور پھر اگلے ہی دن سیلابی ریلے سہون میں داخل ہوئے اور پورا شہر پانی میں ڈوب گیا، لوگ بے گھر ہوئے زمینی رابطے منقطع ہوگئے مگر یہ بیان دینے والوں کو اللہ رب العزت کی توحید کی طرف رجوع نصیب نہیں ہوا۔

شرک کی نحوست ونجاست تو ہنستے بستے شہر کو اجاڑ، ویران اور نیست ونابود کردیتی ہے۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ (النحل: 112)

اور اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا ان کے

کرتوتوں کا۔

اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہنستے بستے شہر کو محض اس بناء پر فقروفاقہ اور خوف وہراس کی چادر پہنادی کہ اس کے رہنے والوں نے اللہ رب العزت کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

واضح ہوکہ نعمتوں کی ناشکری کی سب سے پہلی شکل یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف منسوب کردیاجائے مثلاً: یوں کہاجائے روزی فلاں دیتاہے۔ شفاء فلاں دیتاہے مشکل کشائی فلاں کرتاہے اور اولاد فلاں دیتاہے۔

اس قسم کے تمام جملے اللہ تعالیٰ کی توحید میں نقب زنی کے مترادف ہیں اور یہی باتیں خالق ومالک کے عذاب کو دعوت دیتی ہیں۔ اور پھر نتیجہ ان بربادیوں اور تباہ کاریوں کی صورت میں ظاہر ہوتاہے۔

ہم جمعیت اہلحدیث کے پلیٹ فارم سے حالیہ سیلابوں اور زلزلوں کے پیش نظر اپنے آپ کو اور پھر دوسرے تمام احباب واغیار کو رجوع الی اللہ اور حقیقی انابت اختیارکرنے کی دعوت دیتے ہیں، اس بربادی کے کنارے پر کھڑی سسکتی ہوئی قوم کا علاج توحید باری تعالیٰ اور محبت واطاعت رسول (ﷺ) میں مضمر ہے آج اگر عقیدے درست ہوجائیں اور عمل وسلوک میں استقامت پیداہوجائے تو خالق کائنات کی رحمتوں نوازشوں اور برکتوں کا سلسلہ بحال ہوجائے گا۔

ہم تومائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں۔

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ (قریش:4-3)

پس انہیں چاہیئے کی اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر میں امن وامان دیا۔

ایک وہ وقت تھا کہ بنوامیہ کے خزانے سے ایک تھیلی برآمد ہوئی جس میں گندم کے دانے تھے اور ان کا سائز کھجور کی گھٹلیوں کے برابر تھا، تھیلی پر لکھاہواتھا **هذا الذی کان ینبت فی زمان العدل** یہ وہ دانے ہیں جو اس دور میں اگاکرتے تھے جب مکمل طور پر عدل نافذتھا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے مصر میں ۱۳ہاتھ لمبی ایک ککڑی دیکھی تھی۔

تو آج ہماری سلامتی وعافیت کا راستہ بھی توحید وسنت کے خالص قبول وتنفیذ میں مضمر ہے جس کا دوسرا مشاہد عدل قرب قیامت کا وہ دور ہے جس میں نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی کی خبریں مذکورہیں جس دور کا طرہ امتیاز "**یملأ الارض قسطا وعدلا**". (ابوداؤد 4282) ہے۔

اس دور میں قناعت، تونگری اور برکت کا یہ عالم ہوگا کہ اتنا بڑا انار کا دانہ ہوگا جس کے دانے پورے کنبے کا پیٹ بھردیں گے اور چھلکا اسی کنبے کا خیمہ بن جائے گا۔ رزق کی فراوانی کی کیفیت یہ ہوگی کہ ہر بیج کو بھر پور طریقے سے اُگنے اور پھل دینے کا حکم ہوگا۔ سکون وسلامتی کا یہ عالم ہوگا کہ ایک گھاٹ سے بھیڑیا اور بکری اکٹھے پانی پئیں گے اور اگر کسی انسان کا پاؤں کسی سانپ کے سرکو روندے گا تو سانپ اسے تکلیف دینے کی بجائے سرجھکاکر گذرجائے گا۔

یہ ساری برکتیں اور بہاریں محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت جو توحید واتباع رسول ﷺ کا مرقع ہے میں مضمر ہیں۔

آیئے! توبہ واستغفار کے منہج کو اختیار کرکے اپنی آئندہ کی زندگی کو اصلاح واستقامت کے دھارے پر چلادیجئے اور پھر اللہ رب العزت کی نصرت، رحمت اور فضل وکرم کی بارشوں اور نوازشوں سے اپنی جھولیاں بھرلیجئے کہ یہی میرے پروردگار کا وعدہ ہے اور یہی الصادق المصدوق اکرم الخلائق محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کا نچوڑ ہے۔

والتوفیق بید اللہ تعالیٰ۔